من كان له امام فقراة الامام له قراة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۱)
حضرت محمد ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

سلسلہ نمبر ۱

حافظ ابن تیمیہؒ اور مسئلہ قرأۃ خلف الامام

مرتب

حضرت مولانا محمد بلال مدظلہ
صدر مدرس جامعۃ الصفدرین منڈی بہاؤ الدین

ناشر مکتبۃ الصفدرین (منڈی بہاؤ الدین)

حياة الشيخ

محمد بن عبد الوهاب

وحقيقة دعوته

الدعوة الإصلاحية في الجزيرة العربية - الأسس التي قامت عليها - غاياتها وأهدافها - حقيقة الشبهات المثارة حولها - نتائجها وآثارها المباركة

تأليف الأستاذ الدكتور

سليمان بن عبد الرحمن الحقيل

أستاذ التربية بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

الطبعة الثانية

١٤٢١هـ - ٢٠٠١م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

غیر مقلدین (بنام اہلحدیث) حافظ ابن تیمیہ حنبلی المتوفی (۷۲۸ھ) کی تحقیق پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی ان کا رسالہ ایسا ہو جس میں ان کی تحقیق کو پیش نہ کیا گیا ہو حافظ ابن تیمیہؒ چونکہ مسلکا سنی حنبلی تھے اور حنفیوں کو بھی وہ اہلسنت والجماعت سے سمجھتے تھے لکھتے ہیں والحنفیۃ ھم اھل السنۃ (منہاج السنہ ج۱ص۳۵)

سعودی عرب والے مسلکا الحمد اللہ اہلسنت والجماعت حنبلی ہیں اسی وجہ سے آل سعود نے فتاوی ابن تیمیہؒ کو طبع کروایا۔

﴿فتاویٰ حافظ ابن تیمیہؒ کے ابتدائی صفحہ پر یوں تحریر ہے﴾

طبع بأمر خادم الحرمین الشریفین حضرت صاحب الجلالۃ الملک فھد بن عبد العزیز آل سعود

غیر مقلدین سیدھی سادھی سنی عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہمارا مسلک وہی ہے جو سعودی عرب والوں کا ہے (حاشا وکلا) سعودی عرب والے الحمد اللہ سنی حنبلی ہیں وہ غیر مقلدین بنام اہلحدیث بمعنی منکرین فقہ ہرگز نہیں ہیں سعودی گورنمنٹ کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''حیاۃ الشیخ محمد بن عبد الوھاب وحقیقۃ دعوتہ'' تالیف الاستاذ الدکتور سلیمان بن عبد الرحمن الحقیل استاذ التربیۃ بجامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ جس پر سعودیہ کے مفتی الشیخ صالح بن عبد العزیز بن محمد آل الشیخ نائب وزیر الشؤون الاسلامیۃ و الأوقاف و الدعوۃ والارشاد کی تقریظ بھی ہے۔آل سعود چونکہ محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ کے پیروکار ہیں تو محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ کے بارے میں اسی کتاب میں لکھا ہے ''أنی اعتقد ما اعتقدتہ الفرقۃ الناجیۃ ،أھل السنۃ و الجماعۃ'' میرا (محمد بن عبد الوہابؒ) کا عقیدہ وہی ہے جو نجات پانے والے گروہ اہلسنت والجماعت کا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(حیاۃ الشیخ محمد بن عبد الوہابؒ وحقیقۃ دعوتہ ص۸۷)

مزید لکھتے ہیں ''ونحن فی الفروع علی مذھب الامام احمد بن حنبل ،ولا ننکر علی من قلد احد الائمۃ الأربعۃ دون غیر ھم لعدم ضبط مذاھب الغیر'' فروعی مسائل میں ہم امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر ہیں اور ہم اس شخص کو برا نہیں کہتے جو چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید شخصی کرتا ہے (جو شخص چاروں اماموں) کے علاوہ کسی اور کی تقلید کرتا ہے تو ہم اس کو برا کہیں گے اس لیے کہ ان کے مذاہب (فقہیں) مدون نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(حیاۃ الشیخ محمد بن عبد الوہابؒ وحقیقۃ دعوتہ ص۹۶)

غیر مقلدین نے قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں اتنا غلو اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے سنی عوام فکرمند ہے۔ مناسب یہ سمجھا کہ قرأت خلف الامام کے بارے میں حافظ ابن تیمیہؒ کے فتاوی سے کچھ گفتگو ہو جائے تاکہ یہ

بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ غیر مقلدین بنام اہلحدیث اور سعودی عرب والوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہماری نظر سے جو مسائل گزرے ہیں جن میں غیر مقلدین بنام اہلحدیث کا سعودیہ والوں سے اختلاف ہے تقریباً ۴۰ کے قریب ہیں۔ اگر مزید مطالعہ کیا جائے تو ان میں اضافہ تو ہو سکتا ہے کمی انشاء اللہ واقع نہیں ہوگی۔ سردست دو مسئلوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

پہلا مسئلہ طلاق ثلاثہ کا ہے۔ سعودیہ حکومت نے اپنے ایک شاہی فرمان کے ذریعے حرمین شریفین اور ملک کے دوسرے نامور علماء کرام پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی ہے جس کا فیصلہ تمام ملکی عدالتوں میں نافذ ہوتا ہے بلکہ خود بادشاہ بھی اس کا پابند ہے۔ اس مجلس میں ''طلاق ثلاثہ'' کا مسئلہ پیش ہوا مجلس نے اس مسئلہ سے متعلق قرآن وحدیث کی نصوص کے علاوہ تفسیر وحدیث کی سینتالیس (۴۷) کتابیں کھنگالنے اور سیر حاصل بحث کے بعد صاف اور واضح الفاظ میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ ''ایک مجلس میں ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہیں'' یہ بحث ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ میں ہوئی تھی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ اس مجلس میں مندرجہ ذیل اکابر علماء موجود تھے۔

☆ الشیخ عبدالعزیز بن باز ☆ الشیخ عبداللہ بن حمید
☆ الشیخ محمد الامین الشنقیطی ☆ الشیخ سلیمان بن عبید
☆ الشیخ عبداللہ خیاط ☆ الشیخ محمد الحرکان
☆ الشیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ ☆ الشیخ عبدالرزاق عفیفی
☆ الشیخ عبدالعزیز بن صالح ☆ الشیخ صالح بن غصون
☆ الشیخ محمد بن جبیر ☆ الشیخ عبدالمجید حسن
☆ الشیخ راشد بن حنین ☆ الشیخ صالح بن الحیدان
☆ الشیخ مصار عقیل ☆ الشیخ عبداللہ بن غدیان
☆ الشیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع ودیگر علماء کرام اس میں شریک تھے

ان حضرات نے قرآن وحدیث اور اجماع اُمت کی روشنی میں اپنے اکثریتی فیصلے میں یہی قرار دیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں ------------(مجلة البحوث الاسلامية)

لیکن سعودی علماء کرام کے برعکس غیر مقلدین بنام اہلحدیث کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہیں

دوسرا مسئلہ بیس تراویح کا ہے الحمدللہ صدیوں سے مسجد حرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں بیس ۲۰ تراویح پڑھی اور پڑھائی جارہی ہے۔ مسجد نبویؐ کے مدرس شیخ عطیہ سالم نے '' التراویح اکثر من الف عام فی

مسجد النبی علیہ الصلوۃ و السلام ''اور جامعۃ اُم القرائی کے شیخ صابونی نے ''الھدی النبوی الصحیح فی الصلوۃ التراویح ''میں یہ بات ثابت کی ہے کہ صدیوں سے حرمین شریفین میں بیس ۲۰ تراویح ہی پڑھائی جارہی ہے لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین بنام اہلحدیث کہتے ہیں کہ تراویح آٹھ ۸ رکعت ہے۔

(تنبیہ) میری تحریر کو پڑھنے والے حضرات اس بات کو مدنظر رکھیں کہ حافظ ابن تیمیہ مسلکا حنبلی ہیں اور بعض مسائل میں ان کے تفردات بھی ہیں لہٰذا ان کی جو بات مسلک حنفی کی تائید اور غیر مقلدین بنام اہلحدیث کے رد میں ہوگی قبول کی جائے گی۔

﴿حافظ ابن تیمیہؒ کے فتاوی سے گفتگو سوال و جواب کے انداز میں﴾

سوال: آپ کا قرأت خلف الام کے بارے میں کیا موقف ہے؟

جواب: فنقول اذا جھر الامام استمع لقرائته۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۶۸)

ہم تو یہ کہتے ہیں جب امام اونچی آواز میں قرأت کرے تو اے مخاطب تو اس کی قرأت کو غور سے سن۔

سوال: ہمارے دور کے غیر مقلدین بنام اہلحدیث تو جہری (یعنی مغرب، عشا اور فجر) نمازوں میں بھی امام کے پیچھے قرأت کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ولھذا روی فی الحدیث مثل الذی یتکلم والامام یخطب کمثل الحمار یحمل اسفارا ھکذا اذا کان یقرأ و الامام یقرأ علیه۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۹)

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے اس شخص کی مثال جو امام کے خطبہ کے دوران باتیں کرتا ہے اس گدھے کی سی ہے جو بوجھ اُٹھاتا ہے اور جو مقتدی قرأت کرتا ہے جب کہ امام بھی قرأت کر رہا ہو (حافظ ابن تیمیہؒ قیاس کرتے ہیں) تو اس کی مثال بھی اس گدھے کی سی ہے جو بوجھ اُٹھاتا ہے۔

سوال: غیر مقلدین بنام اہلحدیث کا دعویٰ ہے کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی پر فرض ہے خواہ نماز سری ہو یا جہری آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ذکر الاجماع علی انه لا تجب القرأة علی المأموم حال الجھر (فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۶۹)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے علما کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مقتدی پر جہری نمازوں میں قرأت واجب نہیں ہے

سوال: آپ کی عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ قرأت خلف الامام کے بارے میں آپ کی رائے یہ ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں امام کی قرأت کو غور سے سنے اس پر آپ کے پاس قرآن پاک میں سے کوئی دلیل ہے؟

جواب: (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ) وقد استفاض عن السلف انها نزلت فی القرأة فی الصلوۃ وقال بعضھم فی الخطبة و ذکر احمد بن حنبل الاجماع علی انها نزلت فی

ذالك اور جب قرآن کریم پڑھا جائے اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الآیہ) سلف صالحینؒ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے اس کا شان نزول خطبہ بھی بتایا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے تو اس پر اجماع (اتفاق) نقل کیا ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۶۹)

﴿مندرجہ ذیل کتب میں اسی طرح کا مفہوم ہے﴾

☆ فتاوی کبریٰ للحافظ ابن تیمیہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۲ ص ۱۶۸)

☆ المغنی لابن قدامہ حنبلیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۱ ص ۶۵)

☆ العدہ لامیر یمانیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ج ۲ ص ۳۹۱)

﴿جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی اس آیت کا شان نزول نماز بتاتے ہیں﴾

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تفسیر ابن جریر طبری ج ۱ ص ۱۰ سندہ صحیح

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتاب القراۃ للبیہقی ص ۸۸

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تفسیر الدر المنثور ج ۳ ص ۱۵۶

☆ حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتاب القراۃ للبیہقی ص ۸۷

﴿جلیل القدر تابعینؒ بھی اس آیت کا شان نزول نماز بتاتے ہیں﴾

☆ سعید بن جبیرؒ ☆ امام ضحاکؒ ☆ ابراہیم نخعیؒ ☆ امام شعبیؒ ☆ امام سدیؒ ☆ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ دیکھیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۱)

☆ معاویہ بن قرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القراۃ للبیہقی ص ۸۷)

☆ سعید بن المسیبؒ ☆ حسن بصریؒ ☆ محمد بن کعبؒ ☆ امام زہریؒ ☆ زید بن اسلمؒ ☆ ابوالعالیہؒ دیکھیے فقہ حنبلی کی مشہور کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(المغنی لابن قدامہ حنبلیؒ ج ۱ ص ۶۰۵)

﴿جلیل القدر مفسرین کرامؒ کی تائید﴾

☆ امام ابن جریر طبریؒ ۳۱۰ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر ابن جریر ج ۹ ص ۱۱۲)

☆ امام بغوی حسین بن محمودؒ ۵۱۶ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر معالم التنزیل علی ابن کثیر ج ۳ ص ۶۲۳)

☆ علامہ زمخشری محمود بن محمدؒ ۵۲۸ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر کشاف ج ۱ ص ۵۲۳)

☆ قاضی بیضاوی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمرؒ ۶۸۵ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر بیضاوی ص ۳۰۸)

☆ حافظ ابن کثیر ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر القرشی الدمشقیؒ ۷۷۴ھ (تفسیر ابن کثیر مع العالم ج ۳ ص ۶۲۳)

☆ علامہ ابوالسعود بن محمد عمادیؒ ۹۸۲ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر ابی السعود علی الکبیر ج ۴ ص ۵۰۳)

☆ امام ابوبکر الجصاصؒ ۳۷۰ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(احکام القرآن ج ۳ ص ۴۹)

☆ علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد ۱۲۷۰ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۱۳۳)

☆ علامہ خازنؒ ۷۴۱ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۷۲)

﴿جلیل القدر محدثین کرامؒ کی تائید﴾

☆ امام نسائی فی بات تاویل قولہ تعالیٰ ☆ امام بیہقیؒ کتاب القرأت میں مرفوع، موقوف، مقطوع روایات سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی

☆ حافظ ابوعبداللہؒ ☆ حافظ ابوعلی حسین بن علیؒ ☆ ابویعلی موصلیؒ ☆ محمد بن ابوبکر مقدمیؒ

☆ سفیان ثوریؒ ☆ ابوہاشمؒ ☆ اسمعیل بن کثیر مکیؒ ☆ حماد بن سلمہؒ

☆ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ ☆ مجاہدؒ سے بھی یہی منقول ہے۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأت ص ۷۳، ۷۵)

☆ قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۲۶ میں بھی یہی تحریر فرماتے ہیں

سوال: ہم تو حضرت آپ کی بات کو مانتے ہیں لیکن غیر مقلدین آپ کی بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے وہ تو ہمارے واسطے سے آپ کو بھی نشانہ اعتراض بناتے ہیں کہتے ہیں کہ تمہاری فقہ کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے جس نے (خلاف معمول) صبح کی سنتیں نہ پڑھیں ہوں اگر اس کو یہ یقین ہو کہ دوسری رکعت میں امام کو پالے گا تو وہ مسجد کے دروازے کے قریب اُن سنتوں کو ادا کر لے اور پھر جماعت میں شریک ہو جائے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ لامحالہ وہاں پر امام کی قرأت کی آواز پہنچے گی اس صورت میں تو آپ حنفی بھی اس آیت پر عمل نہیں کرتے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: لم یقل احد من المسلمین انہ یجب الاستماع خارج الصلوۃ۔ علماء میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی (جو غیر مقلدین کہہ رہے ہیں) کہ نماز سے باہر بھی قرآن کا سننا واجب ہے (فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۶۹) فجر کی نماز کے بعد تو سنتیں ویسے ہی قضاء ہو جائیں گی ادا قضا سے افضل ہوتی ہے جب سنت مؤکدہ جو کہ واجب کے قریب ہے اس کا تقابل غیر واجب عمل سے ہوگا تو لامحالہ سنت مؤکدہ جو کہ واجب کے قریب ہے اس کو ترجیح دی جائے گی۔

سوال: آپ کے پاس کوئی دلیل حدیث مبارکہ سے بھی ہے؟

جواب: وجاءت سنۃ موافقۃ للقرآن ففی صحیح مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری قال ان رسول اللہ ﷺ خطبنا بین لنا سنتنا وعلمنا صلاتنا فقال اقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر

فـكـبـرو ا و اذا قـرأ فانصتوا۔ حدیث مبارکہ بھی قرآن کے موافق ہے جو صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا ہمارے لیے ہمارے طریقے کو واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی ۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو درست کرلو پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کروائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو (فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۲)

﴿یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵ ☆ صحیح ابی عوانہ ج ۲ ص ۱۳۳ ☆ ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱ ☆ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۰

عـن ابـی هـريـرة قـال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام ليؤ تم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فـأنـصتو اروا احمد و ابو دائود و النسائی و ابن ماجه۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے ۔لہٰذا جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۳)

﴿یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ نسائی ص ۱۰۷ ☆ ابن ماجہ ص ۶۱ ☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۶

﴿یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بھی مروی ہے﴾

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۱۳)

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۱۴)

غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ بھی ایسی کوئی حدیث دکھائیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو (واذا قرأ فاقرؤا) جب امام قرأت کرے تو تم بھی قرأت کرو۔حدیث پیش کرنے کی قیامت تک مہلت ہوگی۔

سوال: حضرت ہم تو الحمدللہ آپ کی بات ماننے کو تیار ہیں لیکن غیر مقلدین جو آپ کے نام لیوا ہیں وہ آپ کی ان باتوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں حالانکہ دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہمارا مسلک وہی ہے جو سعودی عرب والوں کا ہے، غیر مقلدین کہتے ہیں کہ واذا قـرأ فـانصتو والی زیادتی حدیث میں ثابت نہیں ۔ذرا آپ ہی ان کو مطمئن فرمائیں۔

جواب: وهي زيادة من الثقة لا تخالف المزيد بل توافق معناه ولهٰذا رواها مسلم في صحيحه یہ ثقہ راوی کا اضافہ ہے جو کہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس کے مقابلے میں ان الفاظ کا اضافہ ہے بلکہ معنی میں اُس کے موافق ہے اسی وجہ سے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۳)

﴿محدثین کا اصول ہے کہ ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہے﴾

☆ امام بخاریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بخاری ج اص ۲۰۱، جزء رفع یدین نمبر ۹۹)

☆ امام ترمذیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ترمذی شریف ج ۲ص ۳۳۸)

☆ خطیب بغدادیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کفایہ ص ۴۲۴، ۴۲۵)

☆ امام حاکمؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مستدرک حاکم ج اص ۳)

☆ محدث ابن خزیمہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بحوالہ کتاب القرأت للبیہقی ص ۹۵)

☆ حافظ ابن الصلاحؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مقدمہ ابن الصلاح ص ۴۰)

☆ امام نوویؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تقریب للنووی مع تدریب الراوی ص ۱۵۶)

☆ علامہ ماردینیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(الجوہر النقی ج ۲ص ۱۵۵)

☆ علامہ زیلعیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(نصب الرایہ ج اص ۳۳۶)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتح الباری ج اص ۲۴۷، شرح نخبۃ الفکر ص ۳۷)

☆ علامہ قسطلانیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ارشاد الساری ج اص ۸)

☆ علامہ حازمیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الاعتبار ص ۲۰)

☆ علامہ سیوطیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تدریب الراوی ص ۱۵۶)

☆ علامہ جزائریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توجیہ النظر ص ۲۶۳)

☆ قاضی شوکانیؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(نیل الاوطار ج اص ۲۰۲)

☆ محدث حسین بن محسن الانصاریؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(البیان المکمل المنضم مع الدارقطنی ص ۷۶)

﴿مندرجہ ذیل غیر مقلدین بھی اسی اصول کو لکھتے ہیں﴾

☆ شمس الحق عظیم آبادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تعلیق المغنی ج ۲ص ۳۸۱)

☆ نواب صدیق حسن خان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بدور الاہلہ ص ۵۶، ہدایۃ السائل ص ۱۹۱)

☆ مبارک پوری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تحفۃ الاحوذی ج اص ۲۰۵)

☆ محدث گوندلوی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(خیر الکلام ص ۲۸۸)

☆ ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں زیادتی ثقہ کی مقبول یہ جمہور فقہاء واصولین کا قول ہے (توضیح الکلام ص ۶۶۸)

(مأخوذ از احسن الکلام ص ۲۴۱)

سوال: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن نہیں ہے لہٰذا استماع القرآن کا حکم (یعنی قرآن کو غور سے سننے کا حکم) سورۃ فاتحہ کو شامل نہیں ہے۔ آپ کی رائے اس کے بارے میں کیا ہے؟

جواب: فان قوله (اذا قرئ القرآن) يتنا ولها كما يتناول غيرها ۔ قرأت کے سننے کا حکم جیسے باقی سورتوں

کوشامل ہے اسی طرح سورۃ فاتحہ کو بھی شامل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ص ۲۷۰)

وشمولہ لھا اظھر لفظاً ومعنیً لفظوں کے اعتبار سے اور معنی کے اعتبار سے یہ بات واضح ہے کہ قرأت سننے کا حکم سورۃ فاتحہ کو شامل ہے۔

﴿حضور اکرم ﷺ نے سورۃ فاتحہ کو قرآن مجید کا حصہ قرار دیا ہے﴾

☆ حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے جس میں سورۃ فاتحہ کے متعلق حضور ﷺ کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ اعظم سورۃ فی القرآن۔۔۔الخ قرآن میں سب سے عظیم الشان سورۃ۔۔

(بخاری باب فضل فاتحۃ الکتاب۔۔۔۔۔ج ۲ص ۷۴۹)

﴿سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بھی قرأت کے حکم میں ہے﴾

☆ عن انس قال: کان النبی ﷺ و ابوبکر و عمر یستفتحون القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ قرأت الحمد اللہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔

مسلم ج ۱ص ۱۲۷، ابوداؤد ج ۱ص ۱۱۴، ترمذی ج ۱ص ۳۴، نسائی ج ۱ص ۱۳۴، مسند احمد ج ۳ص ۱۰۱، مصنف عبدالرزاق ج ۲ص ۸۸، مسند طیالسی ص ۲۶۶، کتاب الام ج ۱ص ۹۳

☆ عن عائشۃ قالت: کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر و القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے اور قرأت الحمد اللہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔

مسلم ج ۱ص ۱۹۴، ابوداؤد ج ۱ص ۱۱۴، ابن ماجہ ص ۵۷، طحاوی ج ۱ص ۹۹، مسند احمد ج ۶ص ۳۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۰۱، مصنف عبدالرزاق ج ۲ص ۹۷، دارمی ص ۱۴۵، صحیح ابی عوانہ ج ۲ص ۹۴، مسند طیالسی ص ۲۱۷

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی ﷺ کان یفتتح بالحمد للہ رب العالمین

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ابن ماجہ ص ۵۹)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ یقول: کان رسول اللہ ﷺ اذا نھض من الرکعۃ الثانیہ استفتح القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین ولم یسکت۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت سے اُٹھتے تو قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے اور کوئی سکتہ نہ کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مسلم ج ۱ص ۲۱۹، مستدرک حاکم ج ۱ص ۲۱۵)

﴿حافظ ابن تیمیہؒ مزید فرماتے ہیں﴾

والعادل عن استماعها الی قرأتها انما یعدل لان قرأتها عنده افضل من الاستماع وهذا غلط یخالف النص و الاجماع ۔ سورۃ فاتحہ کے سننے سے اعراض کر کے قرأت کرنے والا اس لیے اعراض کرتا ہے کہ اس کے نزدیک قرأت سننے سے افضل ہے اور یہ سراسر غلط نظریہ ہے جو نصوص اور اجماع کے خلاف ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۴)

مزید فرماتے ہیں فان الکتاب و السنة امرت المؤتم بالاستماع دون القرأة پس بیشک کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ نے تو مقتدی کو قرأت سننے کا حکم دیا ہے نہ کہ پڑھنے کا۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۰)

سوال: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث من کان له امام فقرأة الامام له قرأة ضعیف ہے۔ آپ کی تحقیق اس حدیث کے بارے میں کیا ہے؟

جواب: ثبت انه فی هذه الحال قرأة الامام له قرأة ۔۔۔ و فی ذلك الحدیث المعروف عن النبی ﷺ انه قال من کان له امام فقرأة الامام له قرأة ۔ یہ بات حالت (مذکورہ) میں ثابت ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے ہے۔۔۔۔۔۔مسئلہ مذکورہ میں حضور اکرم ﷺ سے معروف حدیث ہے کہ بیشک جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۴)

(حافظ ابن تیمیہؒ ثبت اور حدیث معروف کے الفاظ سے صحت کا اقرار کرتے ہیں)

﴿یہی حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

- ☆ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷
- ☆ مسند امام احمد بن منیع بحوالہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۹۵
- ☆ مؤطا امام محمد ص ۹۵
- ☆ کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۳۸

☆ امام شمس الدین ابن قدامہؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ هذا الاسناد صحیح متصل رجاله کلهم ثقات۔ یہ سند متصل ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔۔۔(شرح مقنع للکبیر برحاشیہ مغنی)

﴿یہی حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بھی مروی ہے﴾

- ☆ حضرت عبداللہ ابن شداد رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مؤطا امام محمد ص ۹۸)
- ☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(دارقطنی ج ۱ ص ۳۳۲)
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۵۶)
- ☆ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(دارقطنی ج ۱ ص ۳۳۱)
- ☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۵۳، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۰)
- ☆ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۷۶)

سوال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا قرأت خلف الامام کے بارے میں کیا نظریہ تھا؟

جواب: ان الصحابة لم يكونو ا يقرأون في الجهر مع النبي ﷺ ۔ پس بیشک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جہری نمازوں میں حضورا کرم ﷺ کے ساتھ قرأت نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۲۷۴)

سوال: کیا آپ کے پاس آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی ہیں؟

جواب: وقد روى مالك في مؤطه عن وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن لم يصل الا وراء الامام ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جس نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی کہ اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی مگر امام کے پیچھے (یعنی اگر مقتدی نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ہو جائے گی)۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

﴿یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ طحاوی ج ۱ ص ۱۴۹ ☆ مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۱۲۰ ☆ کتاب القراۃ للبیہقی ص ۱۳۶

﴿یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بھی مروی ہے﴾

☆ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القراۃ للبیہقی ص ۱۷۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب القراۃ للبیہقی ص ۱۷۱)

وروى ايضا عن نافع ان عبد الله ابن عمر كان اذا سئل هل يقرأ خلف الامام؟ يقول اذا صلى احد كم خلف الامام تجزئه قرأة الامام واذا صلى وحده فليقرأ ۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا امام کے پیچھے قرأت کی جائے؟ انہوں نے فرمایا جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کو کافی ہے جب اکیلے نماز پڑھے تو قرأت کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

وكان عبد الله ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه لا يقرأ خلف الامام ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

﴿یہ اثر مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ طحاوی ص ۱۵۰ ☆ موطا امام محمد ص ۹۴ ☆ موطا امام مالک ص ۶۸

☆ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۴۰ ☆ کتاب القراۃ للبیہقی ص ۱۵۷

وروى مسلم في صحيحه عن عطاء بن يسار انه سال زيد بن ثابت عن القرأة مع الامام فقال لاقرأة مع الامام في شيء ۔ حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح مسلم میں روایت کی گئی انہوں نے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کے بارے میں پوچھا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا امام کے ساتھ کوئی قرأت نہیں ہے۔۔۔ (فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

﴿یہ اثر مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ نسائی ج ۱ ص ۱۱۱ ☆ مصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶ ☆ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۴۰
☆ مؤطا امام محمد ص ۱۰۰ ☆ کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۸۵

وروی البیھقی عن ابی وائل ان رجلا سأل ابن مسعود عن القرأۃ خلف الامام فقال انصت القرآن فان فی الصلوۃ شغلاً وسیکفیک ذلک الامام ۔ امام بیہقیؒ نے حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ایک آدمی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن کے لیے خاموش ہو جاؤ۔ قرأت کرنا نماز میں شغل ہے تجھ کو امام کی قرأت کافی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

﴿یہ اثر مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے﴾

☆ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶ ☆ مؤطا امام محمد ص ۹۶
☆ کتاب القرأۃ للبیہقیؒ ص ۱۴۶ ☆ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰ ☆ طحاوی ج ۱ ص ۱۵۰

﴿حافظ ابن تیمیہؒ ان سب آثار کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں﴾

وابن مسعود زید بن ثابت هما فقیها اهل المدینة واهل الکوفة من الصحابة وفی کلامهما تنبیه علی ان المانع انصاته لقرأة الامام ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے فقیہ ہیں اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے فقیہ ہیں۔ ان دونوں کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے جو امام کی قرأت کے لیے خاموش رہنے کو منع کرتا ہے (یعنی قرأت کرنے کا حکم دیتا ہے)۔۔۔۔۔۔ (فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۵)

سوال: کیا امام مقتدی کے لیے سکتہ کرے تاکہ وہ بھی سورۃ فاتحہ کی قرأت کر لے؟

جواب: لم یستحب احمد ان یسکت الامام لقرأة المأموم ۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ امام مقتدی کی قرأت کے لیے سکتہ کرے۔ مزید فرماتے ہیں ''انه بدعة'' یہ سکتہ بدعت ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۳ ص ۲۷۸)

﴿خلفائے راشدین امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے ہیں﴾

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۹)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶،

مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۹، کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۸۴، مؤطا امام محمد ص ۹۸)

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۹)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (دار قطنی ج ۱ ص ۳۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۰)

دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تبع تابعین کرام بھی امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے ہیں

☆ حضرت عبداللہ بن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۰، کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۴۶، مؤطا امام محمد ص ۹۶، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول و عمل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (طحاوی ص ۱۵۰، مؤطا امام مالک ص ۶۸، مؤطا امام محمد ص ۶۸، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۴۰، کتاب القرأۃ ص ۱۵۷)

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۔۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۱۵، نسائی ج ۱ ص ۱۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۴۰، مؤطا امام محمد ص ۱۰۰، کتاب القرأۃ ص ۱۸۵)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مؤطا امام محمد ص ۹۸، مصنف ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا ۔۔۔۔۔ (بروایت عن ابی حمزہ، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۱، بروایت عن عکرمہ طحاوی ج ۱ ص ۱۴۱)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مؤطا امام مالک ص ۶۶، ترمذی ج ۱ ص ۷۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۴۱)

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۴۸، دار قطنی ج ۱ ص ۳۳۲، مسند امام احمد ج ۶ ص ۴۴۸)

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا قول و عمل ۔۔۔۔۔۔ (کتاب الآثار بروایت امام محمد ص ۲۲، مؤطا امام محمد ص ۹۰، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸)

☆ حضرت عمرو بن میمونؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

☆ حضرت اسود بن زیدؒ ۔۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸)

☆ حضرت سوید بن غفلہؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

☆ حضرت سعید بن المسیبؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

☆ حضرت سعید بن جبیرؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

☆ حضرت ابراہیم نخعیؒ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷، مؤطا امام محمد ص ۵۸، الجواہر النقی ج ۲ ص ۱۶۹)

☆ حضرت محمد بن سیرینؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

☆ حضرت امام ابوحنیفہؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مؤطا امام محمد ص ۹۴، جامع المسانید ج ۱ ص ۳۳۶، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۴۱، روح المعانی ج ۹ ص ۱۳۵، تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۸)

☆ حضرت امام ابو یوسفؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بحوالہ فتح الملہم ج ۲ ص ۲۰)

☆ حضرت امام محمدؒ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الاثار بروایت امام محمد ص ۲۳)

امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام زہریؒ، امام سفیان ثوریؒ، سفیان ابن عیینہؒ، اسحاق بن راہویہؒ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ مقتدی پر قرأت واجب نہیں ہے۔ نہ جہری نماز میں نہ سری نماز میں۔ (مغنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۵۶۶)

﴿شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلیؒ فرماتے ہیں﴾

وکذلك ان کان مأموما ینصت الی قرأۃ الامام و یفھمھا۔ ایسے ہی اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہے تو اس کو امام کی قرأت کے لیے خاموش رہنا چاہیے اور اس کی قرأت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(غنیۃ الطالبین مترجم ص ۵۹۲)

﴿آخر میں حافظ ابن تیمیہؒ کی تحقیق اور فیصلہ﴾

فالنزاع من الطرفین لکن الذین ینھون عن القرأۃ خلف الامام جمھور السلف و الخلف ومعھم الکتاب و السنۃ الصحیحۃ والذین او جبوھا علی المأموم فحدیثھم ضعفہ الائمۃ۔ مسئلہ زیر بحث میں نزاع تو طرفین سے ہے جو لوگ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے ہیں وہ جمہور سلفؒ وخلفؒ ہیں اور ان کے پاس کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہیں اور جو لوگ مقتدی کے لیے قرأت کو واجب قرار دیتے ہیں ان کی حدیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔(تنوع العبادات ص ۸۶، بحوالہ احسن الکلام ص ۱۶۵)

نوٹ: ارشاد الحق اثریؒ صاحب نے توضیح الکلام میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ کی اس مذکورہ عبارت میں حال الجھر کے لفظ موجود ہیں۔ فی الحال ہمیں یہ کتاب دستیاب نہیں اگر یہ الفاظ ہوں بھی تو ہمارے اس رسالے کے مدعا کے خلاف نہیں۔

﴿لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا﴾

غیر مقلدین (بنام اہلحدیث) کے نزدیک موجودہ دور کے محقق اعظم مولانا ارشاد الحق اثری کا اعتراف ''امام بخاریؒ سے لے کر تمام محققین علمائے اہل حدیث میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز کافر ہے''۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ۱ ص ۵۱۷)

فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نمازی ہونے کا فتوی امام شافعیؒ سے لے کر مؤلف خیر الکلام تک کسی ذمہ دار محقق عالم نے نہیں دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ۱ ص ۹۹)

امام بخاریؒ سے لے کر دور قریب کے محققین علمائے اہلحدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے، وہ بے نماز ہے وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ۱ ص ۴۳)

مزید اپنے استاد کے حوالے سے لکھتے ہیں جس پر کوئی نکیر نہیں۔

ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے۔ پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ۱ ص ۴۵)

﴿مشہور غیر مقلد عالم محمد زبیر علی زئی کا توضیح الکلام کے بارے میں تبصرہ﴾

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب ’’توضیح الکلام فی وجوب القرأۃ خلف الامام‘‘

(نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین ص ۴۷)

توضیح الکلام کے نئے ایڈیشن جون ۲۰۰۵ء طبع دارلسلام پرنٹنگ پریس لاہور میں مذکورہ تیسری عبارت میں ’’دیانت دارانہ تحقیق‘‘ کے الفاظ کا اضافہ کردیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ص ۱۷)

(تنبیہ) ابن جریج اور محمد بن اسحاق غیر مقلدین کے ہاں احکام میں بھی حجت ہیں۔ دیکھیے
مولانا سرفراز صفدرؒ اپنی تصانیف کے آئینہ میں ’’تالیف مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری ص ۶۱، ۱۱۳
’’نور العین فی مسئلہ رفع الیدین‘‘ تالیف مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی ص ۴۰، ۴۴
(ہم نے جو ان سے روایات بیان کی ہیں وہ بطور الزام کے ہیں نہ کہ بطور تحقیق)

(لا بد من التنبیہ انی اعتمدت فی بعض مأخذ ہ علی احسن الکلام ، حدیث اور اهلحدیث ، تجلیات صفدر)

(امام شافعی رحمہ اللہ جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام کے قائل نہ تھے)

کتاب الام ج ۱ ص ۸۹، ۹۳ پر امام شافعی رحمہ اللہ امام اور منفرد کی تصریح کرتے ہوئے ان کا وظیفہ بتلاتے ہیں کہ وہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھیں اور سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور بھی پڑھیں ایک آیت ہو یا اس سے زیادہ مقتدی کے بارے میں آیا، وہ قرأت کرے یا نہ کرے اگر کرے گا تو جہری میں کرے گا یا سری میں اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے ان مذکورہ عبارات میں کوئی تصریح نہیں کی البتہ آگے بیان کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں اس بات کو مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے لکھتے ہیں:۔ ’’بلاشبہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام (ج ۱ ص ۸۹، ۹۳) میں فاتحہ خلف الامام کا حکم آئندہ بیان کرنے کا وعدہ فرمایا ہے‘‘۔ (توضیح الکلام۔ ج ۱ ص ۹۱)

اب سوال یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا ہے یا نہیں؟ اگر پورا کیا ہے تو کس کتاب میں ’’کتاب الام‘‘ میں یا کسی اور کتاب میں؟ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے وعدہ کو ’’کتاب الام‘‘ ہی میں مندرجہ ذیل الفاظ سے پورا کیا ہے لکھتے ہیں:۔

ونحن نقول کل صلوٰۃ صلیت خلف الامام والامام یقرأ قرأۃ لا یسمع فیھا قرأ فیھا

ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قرأت کرتا ہو جو سنی نہ جاتی ہو تو مقتدی ایسی نماز میں قرأت کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(کتاب الام ج ۷ ص ۱۵۳ بحوالہ احسن الکلام ص ۷۷)

اس کے برعکس غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب کا دعوی یہ ہے کہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایفائے وعدہ ''کتاب الام'' کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے لکھتے ہیں:۔

''مگر 'کتاب' کے مطبوعہ نسخوں میں اس کی صراحت ہمیں نظر نہیں آتی''

(توضیح الکلام۔۔۔۔ج ا ص ۹۱)

البتہ ارشاد الحق اثری صاحب نے اتنا تو تسلیم کر ہی لیا ہے کہ مذکورہ عبارت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ہے۔

اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ مذکورہ عبارت ''کتاب الام'' میں ہے یا کسی اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''رہی وہ عبارت جسے حضرت مولانا صفدر (رحمۃ اللہ علیہ) نے (ج ۷ ص ۱۵۳) کے حوالہ سے پیش کیا ہے تو یہ دراصل ''کتاب الام'' کی عبارت نہیں بلکہ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے دوسرے رسالہ ''اختلاف علیؓ وعبد اللہؓ '' کی ہے۔ اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ''کتاب الام'' کے نام سے جو مجموعہ سات جلدوں میں مطبوع ہے اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف رسائل بھی آگئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ا ص ۹۲)

قطع نظر اس کے یہ مذکورہ عبارت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کون سی کتاب میں ہے اس بات پر فریقین متفق ہیں کہ یہ مذکورہ عبارت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ہے اب رہا یہ مسئلہ کہ اس مذکورہ عبارت کا تعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ وعدہ سے ہے یا نہیں۔ آیا یہ مذکورہ عبارت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایفائے وعدہ پر پوری اترتی یا نہیں۔

اس بارے میں مذکورہ عبارت اور اس کا مفہوم تو بغیر کسی تشریح کے حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تحقیق کی تائید کرتا ہے اور مذکورہ عبارت کی جو من مانی تشریح ارشاد الحق اثری صاحب نے کی ہے وہ ۱۰۲ فیصد توجیہ القول بمالا یرضی بہ القائل کی مصداق ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں (کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) ''نحن نقول'' کہہ کر اپنا مسلک بیان کرتے ہیں۔

(توضیح الکلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ج ا ص ۱۰۰)

اور دوسری طرف حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ پر غلط فہمی کا الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اس مذکورہ عبارت کو ایفائے عہد قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام۔۔ج ا ص ۱۰۱)

حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا مطالبہ

''مصنف خیر الکلام اور ان کی جماعت کا اخلاقی فرض ہے کہ اگر یہ عبارت ان کے دو مرتبہ وعدہ کے ایفاء کے لیے نہیں تو بتلائیں کہ کتاب الام میں وہ کون سی عبارت ہے جس کے ساتھ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(احسن الکلام ص ۸۴)

تو اس کے جواب میں ارشاد الحق اثری صاحب نے شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے لکھا ہے" ہم اس سے قبل "المہذب" (شیرازی) کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں کہ "الام" میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مقتدی کے لیے جہری نمازوں میں بھی فاتحہ کو واجب کہا ہے"۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ج ۱ص ۱۰۰)

ارشاد الحق اثری صاحب کو معلوم تھا کہ اہل حق نے ان سے مطالبہ کرنا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذکورہ فتویٰ "کتاب الام" میں دکھاؤ تو جان چھڑانے کے لیے علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے یوں تحریر کیا۔ "البتہ مطبوعہ یا بعض قلمی نسخوں میں یہ عبارت گر گئی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(توضیح الکلام ص ۹۱)

اتنی بات تو تقریباً فریقین میں مسلم ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مقتدی کے بارے میں دو قول مروی ہیں۔ وجوب کا قول منقول ہے امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بویطی رحمۃ اللہ علیہ سے اور عدم وجوب کا قول منقول ہے ربیع بن سلیمان المراوی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بویطی رحمۃ اللہ علیہ پر فوقیت حاصل ہے

☆ مولیٰ احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

الربیع بن سلیمان ۔۔۔الثقہ الثبت فیما یرویہ حتی رجحوا روایتہ عند التعارض المزنی مع علو قدر المزنی علماً و دیناً وجلالۃ ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ بھی روایت کرتے ہیں اس میں وہ ثقہ اور ثبت ہیں حتیٰ کہ (محدثین رحمہم اللہ) نے ان کی روایت کو مزنی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر جب کہ دونوں کی روایت کا تعارض ہو ترجیح دی ہے حالانکہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ علم اور دین اور جلالت میں بلند مرتبہ تھے۔۔۔(مفتاح السعادہ ومصباح السیادہ۔ج ۲ص ۱۶۲)

☆ امام ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

البویطی کان یقول الربیع اثبت فی الشافعی (رحمۃ اللہ علیہ) منی امام بویطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بھی زیادہ اثبت ہیں۔۔۔(تہذیب التہذیب ج ۳ص ۲۴۶)

☆ امام خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:۔

ثقہ متفق علیہ والمزنی مع جلالتہ استعان علیٰ ما فاتہ عن الشافعی بکتاب الربیع وقال مسلمۃ من کبار اصحاب الشافعی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(تہذیب التہذیب ج ۳ص ۲۴۶)

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور متفق علیہ ہیں اور امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود جلالت شان کے جو مسائل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے چھوٹ گئے تھے۔ان میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے استعانت کی ہے اور مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مسائل معلوم نہ تھے بلکہ ان سے کچھ مسائل چھوٹ بھی گئے تھے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل میں وہ ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین تھے۔ پھر کیوں نہ ہو کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل میں امام ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کیا جائے جن پر خود امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

قرأت خلف الامام کا مسئلہ خالصتاً اجتہادی وتقلیدی ہے

﴿اس حقیقت کو غیر مقلدین بنام اہل حدیث حضرات بھی اب تسلیم کرنے لگ گئے ہیں﴾

مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب اپنے استاد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ''ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔۔ (توضیح الکلام ص ۳۷، بحوالہ خیر الکلام)

(تنبیہ) مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب کی کتاب ''توضیح الکلام'' غیر مقلدین بنام اہل حدیث حضرات کے ہاں کوئی معمولی کتاب نہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم حافظ زبیر علی صاحب اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں ''حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب ''توضیح الکلام فی وجوب القرأت خلف الامام''۔۔۔۔۔ (نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین ص ۴۷)

مزید برآں توضیح الکلام پر غیر مقلدین بنام اہل حدیث کے جلیل القدر علما کی تقریظات بھی موجود ہیں مثلاً سید محب اللہ شاہ الراشدی صاحب، مولانا محمد علی جانباز صاحب، مولانا محمد صدیق صاحب، حافظ صلاح الدین یوسف صاحب۔

﴿اجتہادی مسائل کو اب غیر مقلدین بنام اہل حدیث حضرات بھی تسلیم کرنے لگ گئے ہیں﴾

غیر مقلدین کی جماعت لشکر طیبہ کے مجلۃ الدعوۃ میں ہے ''یعنی ہر ایسا مسئلہ جو دلیل سے ثابت ہو جو ظنی و دلالت ہو اس میں علما کا اختلاف ہو وہاں اجتہاد کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ جس مسئلہ میں کتاب و سنت کی صریح ادلہ موجود ہیں وہاں اجتہاد کی گنجائش نہیں لیکن وہ مسائل جو صراحتاً ثابت نہ ہوں اس کے لیے کتاب وسنت سے استدال کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مجلۃ الدعوۃ جون ۱۹۹۹ء ص ۳۳)

مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں ''قرآن وحدیث سے اجتہاد کا جواز بھی ثابت ہے''

(امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۳۷، نحوہ فی حاشیہ شرح حدیث النزول ص ٦٧)

مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں ''مسائل منصوصہ کے علاوہ قیاسی اور اجتہادی مسائل''

(اسباب اختلاف الفقہاء ص ۴۱)

غیر مقلدین بنام اہل حدیث حضرات کی یہ عادت ہے جب کہیں پھنستے ہیں تو پھر اجتہاد اور تقلید کا سہارا لیتے ہیں اگر واقعی وہ اجتہاد وتقلید کو باضابطہ طور پر تسلیم کرتے ہیں تو ہماری تسلی اور یقین کے لیے ہمارے مندرجہ ذیل چند سوالات کا جواب جماعتی پیڈ پر کم از کم ذمہ داران کے دستخط کے ساتھ بمعہ مہر ارسال فرما کر اپنے سچے ہونے کا ثبوت دیں۔ دس ذمہ داران کا مطالبہ تو بہت چھوٹا مطالبہ ہے حافظ زبیر علی زئی صاحب تو لکھتے ہیں کہ حوالہ اس وقت تک قبول نہیں ہوگا

جب تک تمام اہلحدیث کا اجماع نہیں ہو جائے گا اُن کی تحریر ملاحظہ فرمائیں'' حوالہ مذکورہ کے قول وفعل پر تمام اہل حدیث کا اجماع ہو لہٰذا غیر اجماعی حوالوں کو رد کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(القول المتین فی الجہر بالتامین ص ۱۱)

۱) غیر مقلدین کس دلیل شرعی سے اجماع کو حجت اور اجتہاد (قیاس) کو جائز ماننے لگے ہیں وہ دلائل بالتفصیل تحریر فرما دیں

۲) اہل سُنّت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی بالترتیب ان چار دلائل کو مانتے ہیں قرآن، سُنّت، اجماع، قیاس۔تو ان کو آپ اہل حدیث نہیں کہتے بلکہ اہل الرائے اور اہل قیاس کہتے ہیں، اب آپ یہ اعلان شائع کریں کہ ہم پکے اہل الرائے اور اہل قیاس ہیں اور آج تک جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے رہے یہ بالکل جھوٹ تھا۔

۳) غیر مقلدین یہ اعلان بھی کریں کہ جہاں احناف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہاد (قیاس) کو مانتے ہیں، ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقابلہ میں خود اجتہاد (قیاس) کرتے ہیں یا اپنی مسجد کے امام کے قیاس کو مانتے ہیں۔آج تک ہم جھوٹ بولتے رہے کہ جہاں حنفی امام صاحب رحمہ اللہ کا اجتہاد مانتے ہیں، ہم وہاں حدیث رسول ﷺ مانتے ہیں۔اب اس جھوٹ سے پختہ توبہ کرتے ہیں۔

۴) غیر مقلدین جب اجتہاد (قیاس) کرتے ہیں تو اہل سُنّت والجماعت کی طرح آپ کا اصول فقہ ہے یا مرزائی، قادیانی کی طرح بے اصول قیاس کرتے ہیں۔ ہم لوگ چونکہ بااصول ہیں۔ہمارے ہاں اصول الشاشی (۳۲۵ھ) اصول کرخی (۳۴۰ھ)، الفصول فی الاصول ابوبکر رازی (۳۷۰ھ)، اصول بزدوی (۴۸۲ھ)، اصول سرخسی (۴۸۳ھ)، الحسامی (۶۴۲ھ)، المغنی فی الاصول (۶۹۱ھ)، المنار (۷۱۰ھ)، التنقیح (۷۴۷ھ)، تحریر الاصول (۸۶۱ھ)، مسلّم الثبوت (۱۱۱۹ھ)، متداول کتابیں ہیں۔آپ بھی اپنے اصول کی کتابوں کی سن وار فہرست دیں۔ جنکے مصنفین میں سے ہر مصنف کے بارے میں شہادت سے یہ ثابت ہو کہ کأن لا یجتھد ولا یقلد کہ نہ وہ مجتہد تھا اور نہ مقلد بلکہ غیر مقلد تھا۔

۵) اہل سُنّت والجماعت حنفیوں، مالکیوں، شافعیوں، حنبلیوں کی فقہ کی کتابیں متداول اور داخل نصاب ہیں۔ قادیانیوں کی اپنی کوئی کتاب نہیں وہ فقہی مسائل ادھر اُدھر سے چوری کر کے گزارا کرتے ہیں۔آپ کی جماعت کی فقہ کی مستند کتابیں کون کونسی ہیں جو آپکے مدارس میں داخل نصاب ہوں سَن وار اُنکی فہرست دیں یا اقرار شائع کریں کہ ہمارا گزر بسر بھی ادھر ادھر سے مسائل سرقہ کرنے پر ہی ہے۔

۶) غیر مقلدین دس اجماعی مسائل اور دس اجتہادی (قیاسی) مسائل لکھ دیں جو کُتب اہل سُنّت سے چوری نہ کیے ہوں

۷) جو لوگ اجماع کے حجت ہونے کے منکر ہیں، اُنکا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

۸) جو لوگ اجتہاد (قیاس) کو جائز قرار نہیں دیتے اُنکا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

﴿اب آپ اجتہادی مسائل میں دو حال سے خالی نہیں﴾

آپ کے اندر اجتہاد کی صلاحیت ہوگی	یا	آپ کے اندر اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوگی
تو آپ مجتہد کہلائیں گے اور اہل ہونگے		تو آپ غیر مجتہد کہلائیں گے اور نا اہل ہونگے

﴿اگر آپ غیر مجتہد ہیں تو آپ دو حال سے خالی نہیں﴾

کسی مجتہد کی اطاعت، اتباع کریں گے	یا	کسی مجتہد کی اطاعت، اتباع نہیں کریں گے
تو آپ مقلد کہلائیں گے۔		تو آپ غیر مقلد کہلائیں گے

﴿اب آپ غیر مقلد ہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں﴾

آپ اپنی ناقص رائے سے	یا	اپنے موجودہ دور کے مولوی کی ناقص رائے
اجتھادی مسائل کو حل کریں گے		سے اجتھادی مسائل کو حل کریں گے

تو ایسا کرنا سراسر غیر شرعی غیر قانونی ہے اس لیے کہ آپ اور آپ کے مولوی صاحب اجتھاد کے ملکہ سے کورے ہونے کی وجہ سے اجتھاد کرنے میں نا اہل سمجھے جائیں گے اور نا اہل کے ذمہ کام سپرد کرنا یہ شرعاً درست نہیں۔اسی کو اندھی تقلید کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے اور جو کام غیر قانونی ہوگا اسے روکا جائے گا مثلاً اگر کوئی شخص بغیر لائسنس کے ڈرائیونگ کرے جب ٹریفک پولیس اس کو روکے گی تو چالان ہوگا وہ لاکھ کہے کہ میں نے کوئی ایکسڈینٹ نہیں کیا لیکن اس کی ایک بھی نہیں سنی جائے گی۔ پولیس والے کہیں گے ٹھیک ہے تو نے کوئی ایکسڈینٹ نہیں کیا لیکن بغیر لائسنس کے گاڑی تم نے غیر قانونی چلائی ہے ہم تیرا چالان اس وجہ سے کاٹ رہے ہیں۔اس سے وہ شبہ بھی حل ہو گیا کہ شوافع اور حنابلہ اگر حدیث پر عمل کر کے رفع الیدین یا قرأت خلف الامام کے قائل ہیں تو ان کو ہم کیوں منع نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شوافع اور حنابلہ ان احادیث پر تقلیداً (قانوناً) عمل کرتے ہیں اور جو کام قانونی (شرعی) ہوگا اس کو روکا نہیں جاتا۔

آٹھویں صدی کے مشہور مورخ علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں "مدعی الاجتہاد لھذا العھد مردود" جو دعوی کرے گا اس زمانہ میں کہ میں مجتہد ہوں اس کا دعوی مردود ہے (مقدمہ ابن خلدون ص ۸۰۳)۔دسویں صدی کے مشہور عالم ملا علی قاریؒ بھی اسی طرح کا مفہوم بیان کرتے ہیں (مرقات شرح مشکوۃ)۔ہم اپنے آپ کو اجتھاد کے معاملہ میں نہ اہل سمجھتے ہوئے خودرائی سے کام نہیں لیتے۔ہم اجتھادی مسائل میں آئمہ اربعہؒ کو بینا (ماہر) سمجھ کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھ گئے ہیں "لہٰذا صاف ثابت ہے کہ عامہ مسلمین کا مقلد ہونا ضروری ہے اور آئمہ اربعہؒ کا مقلد موجودہ عالموں کے مقلدوں سے اچھا اور افضل ہے" (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۴۳)۔غیر مقلدین کے حافظ عبداللہ محدث روپڑی صاحب لکھتے ہیں "اہلحدیث بخاریؒ، مسلمؒ کے اجتھاد کو آئمہ اربعہؒ کے اجتھاد پر ترجیح نہیں دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۷)

سعودیہ کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کی مصدقہ کتاب'' قواعد فی التعامل مع العلماء تالیف عبد الرحمن بن معلا اللویحق'' کے چند حوالے مندرجہ ذیل ہیں:۔

''والاجتهاد لمن قدر عليه والتقليد لمن لم يقدر على الاجتهاد'' اجتہاد اس کے ذمے ہے جو اجتہاد پر قادر ہو، تقلید اس کے ذمے ہے جو اجتہاد پر قادر نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۶۳)

''فتاوى المجتهدين بالنسبة الى العوام كالا دلة الشرعية بالنسبة الى المجتهدين'' مجتہدین کے فتاویٰ عوام کے لیے ایسے ہیں جیسے دلائل شرعیہ مجتہدین کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۴۷)

''ويستعان بفهمهم لفهم مراد الله، عزوجل۔ ومراد رسوله ﷺ'' مجتہدین کے فہم کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد جانی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۴۷)

''اذا توفرت فيه شروط الاجتهاد فاجتهد فاصاب فله أجران، وان اجتهد فأخطأ فله أجر واحد فهو بكل حال مأجور والاثم عنه مرفوع'' جب کسی شخص میں اجتہاد کی شرائط پائی جائیں پس وہ اجتہاد کرے پس اجتہاد درست ہو جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اگر وہ اجتہاد کرے پس اجتہاد میں خطا ہو جائے پس اس کے لیے ایک اجر ہے مجتہد ہر حال میں اجر کا مستحق ہے (اجتہادی خطا پر) اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں (قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۱۵۷)

''ولذلك لم تختلف العلماء ان العامة عليها تقليد علمائها'' اسی طرح علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام الناس کے ذمے علماء کی تقلید ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۴۶)

''وكذلك لم يختلف العلماء ان العامة لا يجوزلها الفتيا'' اسی طرح علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام الناس کے لیے فتویٰ دینا جائز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۴۶)

''بل الصواب أن من ثبتت امامته و عدالته، وكثر مادحوه، وندر جارحوه۔۔۔لم يلتفت الى جرحه'' صحیح بات یہ ہے کہ جس کی امامت اور عدالت ثابت ہو جائے اور اس کی مدح سرائی کرنے والے زیادہ ہوں اور جرح کرنے والے کم ہوں۔۔تو اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۱۵۳)

''وحينئذ فلا يلتفت لكلام الثوري وغيره في أبي حنيفة'' اسی اصول کی بنا پر امام (سفیان) ثوریؒ وغیرہ کی جرح امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں قبول نہیں ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۱۵۳)

''ان اقوال العلماء في الجرح و التعديل، وكلام بعضهم في بعض امر اجتهادي يقبل الاختلاف'' علماء کے اقوال جرح تعدیل میں اور بعض کا بعض میں کلام کرنا اجتہادی معاملہ ہے اختلاف کو قبول کرتا ہے۔

(قواعد فی التعامل مع العلماء ص ۱۴۷)

ويقول الشيخ محمد بن عبدالوهاب موضحاً حقيقة دعوته: «إنني هداني ربي إلى صراط مستقيم ديناً قيماً ملة إبراهيم حنيفاً، وما كان من المشركين»[١]، ولست ـ ولله الحمد ـ أدعو إلى مذهب صوفي أو فقيه أو متكلم، أو إمام من الأئمة الذين أعظمهم، مثل ابن القيم، والذهبي، وابن كثير وغيرهم، بل أدعو إلى الله وحده لا شريك له، وأدعو إلى سنة رسول الله ﷺ».

ويقول ـ رحمه الله ـ «مذهبنا في أصول الدين مذهب أهل السنة والجماعة، وطريقتنا طريقة السلف، التي هي الطريق الأسلم والأعلم والأحكم، خلافاً لمن قال طريقة الخلف أعلم..».

ويقول ـ رحمه الله ـ موضحاً عقيدته التي انبثقت عنها دعوته: «أنا نقر آيات الصفات وأحاديثها على ظاهرها ونكل علمها إلى الله تعالى مع اعتقاد حقائقها، فإن مالكاً وهو من أجل علماء السلف لما سئل عن الاستواء في قوله تعالى: ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾[٢]. قال الاستواء معلوم والكيف مجهول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة».

ونعتقد أن الخير والشر كله بمشيئة الله تعالى، ولا يكون في ملكه إلا ما أراد، فإن العبد لا يقدر على خلق أفعاله، بل له كسب رتب عليه الثواب فضلاً والعقاب عدلاً.

ونحن في الفروع على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، ولا ننكر على من قلد أحد الأئمة الأربعة دون غيرهم لعدم ضبط مذاهب الغير.

ولا نفتش عن أحد في مذهبه ولا نعترض عليه إلا إذا اطلعنا على نص جلي مخالف لمذهب أحد الأئمة[٣]

(١) [illegible]

(٢) سورة طه، آية ٥

(٣) [illegible] الهدية السنية [illegible]

المملكة العربية السعودية
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

فتنہ وفساد میں
سلامت روی اور استقامت
کے رہنما اصول

تصنیف

معالی الشیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ (حفظہ اللہ)

وزیر الشؤون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد

ترجمہ

ڈاکٹر عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوائی

استاذ حدیث جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ

وکالت برائے مطبوعات وعلمی تحقیقات
وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد
مملکت سعودی عرب

بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ [سورة آل عمران: ۱۰۳]
"اللہ تعالی کی رسی (دین) کو سب مل کر مضبوط تھام لو،اور پھوٹ نہ ڈالو"۔

اس آیت کی رسول اکرم ﷺ نے اپنے الفاظ میں یوں وضاحت فرمائی: «عليكم بالجماعة وإياكم والفرقة» "اے مسلمانو! تم جماعت کے ساتھ ہولو،اور اختلاف سے دور رہو"۔

نیز حدیث میں یہ ثابت ہے جسے عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند احمد میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الجماعة رحمة والفرقة عذاب» "جماعت (اجتماعیت) رحمت اور افتراق عذاب ہے"۔

ہر طرح کے اختلافات خواہ وہ افکار وآراء کے ہوں یا اقوال واعمال کے، سب عذاب ہیں، جس شخص نے اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت کی،اس کے طریقے سے روگردانی کی تو اللہ تبارک وتعالی اس کو اس عذاب سے دوچار کرے گا۔

اس لئے جس شخص نے جماعت سے یعنی اہل سنت والجماعت سے اپنا تعلق جوڑے رکھا،اور ان کے علماء اور ائمہ کی اقتداء کی تو اس نے جماعت کو پکڑے رکھا، اور جس شخص نے ان سے اختلاف کیا تو اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ افتراق وانتشار کی راہ پر چل پڑا ہے،اسے دنیاوی زندگی میں اللہ کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا،ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے تمام

سعودیہ حکومت کی طرف سے حجاج کرام کو ہدیہ میں ملنے والی کتاب میں آئمہ اہلسنت والجماعت سے تعلق اوران کی اقتداء کی ترغیب دی گئی ہے۔اوران سے اختلاف کرنے کوافتراق وانتشار سے تعبیر کیا گیا ہے۔